رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دار العلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان
۱۰ / ۵۱۱	۹/۸/۲۲ھ — ۱۱/۲۷/۲۰۰۱ء		بسم اللہ الرحمن الرحیم		روزہ کی حالت میں کان میں دوا ڈالنے کا حکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سیدنا، ونبینا، ومولانا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین. أما بعد:

یہ مسئلہ کافی عرصہ سے عالمِ اسلام کی مختلف علمی مجالس میں زیرِ بحث آرہا ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ برِصغیر کے مختلف دینی مدارس اور دار الافتاء میں اس سے متعلق سوالات بھی آرہے ہیں، اور بعض دینی جرائد میں معاصر علماء کے قلم سے اس موضوع پر چند مضامین اور بعض آراء بھی سامنے آئی ہیں۔

جامعہ دار العلوم کراچی کے صدر، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے اپنے تحقیقی مقالہ "ضابط المفطرات فی مجال التداوی" میں بھی اس موضوع کے تقریبًا تمام پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی ہے، اور اس مسئلہ کے بارے میں اکابر فقہاء متقدمین ومتأخرین کی کتابوں کی اہم عبارات اور جدید طبی تحقیق بھی اپنے مقالہ میں درج کردی ہے۔

موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر بروزِ ہفتہ، بتاریخ ۸ رشعبان ۱۴۲۲ھ جامعہ دار العلوم کراچی کے اکابر علماء اور دار الافتاء کے اہم رفقاء پر مشتمل "مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ" کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اس مسئلہ پر اجتماعی طور سے غور وفکر کیا گیا، مجلس میں اکابر فقہاء احناف رحمہم اللہ کی کتابوں کے اقتباسات پڑھ کر سنائے گئے، "ضابط المفطرات" کے اہم حصوں کی خواندگی کی گئی، اس موضوع پر "مجمع الفقہ الاسلامی" کی قرارداد بھی پڑھی گئی، (قرارداد نمبر: ۹۳ (۱۰/۱) منعقدہ بتاریخ ۲۸ر صفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ر جون تا ۳ر جولائی ۱۹۹۷ء جدہ)

نیز حال ہی میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم ودامت برکاتہم نے اس مسئلہ پر ۲۴ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ کو جو فتوی تحریر فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

انفرادی واجتماعی غور وفکر اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کی عبارات کے پیشِ نظر کان کے بارے میں تین صورتیں واضح طور پر سامنے آگئیں:

(الف) روزہ دار کے کان میں اگر پانی خود بخود چلا جائے مثلاً غسل، بارش یا حوض میں غوطہ لگانے وغیرہ کے دوران تو تمام فقہاء احناف بلکہ مذاہبِ اربعہ کے جمہور فقہاء کے نزدیک اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا[1] اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل بھی صحیح بخاری میں موجود ہے۔

(دیکھیں صحیح بخاری، عمدۃ القاری اور فتح الباری کی عبارات ۱ تا ۳)

اور فقہی عبارات بھی اس بارے میں معروف ہیں جن میں چند نقل کی گئی ہیں (دیکھیں عبارات ۴ تا ۷)

(ب) اگر پانی کان میں خود ڈالا گیا ہو تو اس میں فقہاء احناف رحمہم اللہ کے دونوں قول ہیں، ایک قول میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہدایہ[2]، تبیین الحقائق[3]، محیط

---

[1] صرف المغنی میں درج ایک عبارت (حوالہ ۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک پانی خود بخود داخل ہونے سے بھی دو شرطوں کے ساتھ روزہ فاسد ہوجاتا ہے، ایک یہ کہ پانی دماغ تک پہنچ جائے، اور دوسرے یہ کہ اگرچہ پانی کو کان میں قصداً نہ پہنچایا ہو

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ولوالجیہ اور درمختار میں اسے ہی مختار قرار دیا گیا ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ نے بھی بہشتی زیور میں یہی قول اختیار کیا ہے۔ جبکہ فتاویٰ قاضی خان[1]، بزازیہ[2]، فتح القدیر[3] اور بحر[4] میں پانی داخل کرنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم لگایا گیا ہے۔

(دیکھیں عبارات از ۸ تا ۱۱)

(ج) اگر کان میں دوا ڈالی جائے تو مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء کی نصوص کے مطابق روزہ ٹوٹ جائیگا، لیکن مالکیہ اور شافعیہ نے فسادِ صوم کا قول اس شرط کے ساتھ کیا کہ پانی دماغ یا حلق تک پہنچ جائے، اور حنفیہ نے یوں کہا ہے کہ چونکہ کان کے ذریعہ پانی دماغ تک پہنچ ہی جاتا ہے اس لئے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر بھی فقہی عبارات تمام معتبر کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے بعض درج کردی گئی ہیں

(دیکھیں عبارات از ۱۲ تا ۱۷)

البتہ یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ کیوں فاسد ہوگا؟ کسی بھی فقہی کتاب میں اس کی کوئی دلیل حدیث مرفوع، موقوف یا مقطوع کی صورت میں بیان نہیں کی گئی، اس کی فقہی وجہ بیان کرنے سے بھی بعض عبارات میں تو سکوت کیا گیا ہے اور بعض عبارات میں "الفطر مما دخل، لا مما خرج" کو بنیاد بنایا گیا ہے، اور بعض عبارات میں یہ تصریح ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے اگر دوا حلق میں جائے تو روزہ فاسد ہوگا، ورنہ نہیں۔

(دیکھیں عبارات از ۱۶ تا ۱۹)

اور بعض عبارات بلکہ کئی عبارات میں اس کی صراحت ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے دوا دماغ کی طرف منتقل ہوجاتی ہے، اور دماغ یا تو بعض ائمہ کے نزدیک بذاتِ خود جوف معتبر ہے اس لئے دماغ میں دوا پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا، اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک دماغ اس لئے جوفِ معتبر ہے کہ دماغ سے حلق کی طرف راستہ ہونے کی بناپر دوا حلق یا معدے میں جائے گی، اور حلق یا معدے میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ دوا جوفِ معتبر یعنی دماغ یا حلق تک پہنچ جاتی ہے، وهو الأصل في الإفطار۔

(دیکھیں عبارات نمبر ۱۵ و از ۲۰ تا ۲۵)

اب رہی یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے کیا دوا واقعۃً حلق یا دماغ کی طرف کسی منفذ کے ذریعہ منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ تو یہ مسئلہ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ طب اور فنِ "تشریح الأبدان" سے تعلق رکھتا ہے، اور اس بارے میں اطباء کے متفق علیہ قول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جبکہ قرآن وسنت کی نصوص سرے سے موجود ہی نہ ہوں اور فقہاء کے اقوال خود محتمل ہوں، اور ان میں بھی فقہاء نے خود تشریح البدن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ | مگر غسل میں سنت کے خلاف اسراف وغیرہ کیا ہو۔ اس کے علاوہ کوئی قول مذاہب اربعہ میں اس صورت میں فسادِ صوم کا نہیں

کو مدارِ حکم بنایا ہو۔

چنانچہ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی صراحت فرمادی ہے کہ ان جیسے مسائل (تشریح البدن) کا تعلق فقہ سے نہیں (بلکہ طب سے ہے) یعنی ان جیسے مسائل میں نصِ شرعی نہ ہونے کی بنا پر فقہاء کی آراء تشریحِ اعضاء کے بارے میں اطباء کی آراء سے ماخوذ یا ان پر مبنی ہیں، جس کی چند نظیریں درج ذیل ہیں:

(۱) فقہاء احناف کے درمیان "إقطار فی الإحلیل" کے مفسدِ صوم ہونے میں اختلاف ہے، اور اس کی وجہ کوئی نص یا شرعی دلیل نہیں بلکہ یہ اختلاف اس عضو کی تشریح میں اختلاف پر مبنی ہے۔

(۲) حضرات فقہاء شوافع کے درمیان خود کان کے مسئلہ میں دو قول ہیں، بعض حضرات نے "إقطار فی الأذن" کو مفسدِ صوم قرار نہیں دیا، اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ کان سے حلق یا دماغ تک کوئی منفذ نہیں۔

(۳) "إقطار فی فرج المرأۃ" میں بعض فقہاء مالکیہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کو مفسدِ صوم قرار دینا صحیح نہیں، کیونکہ یہاں سے کوئی منفذ جوف کی طرف نہیں۔

(۴) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ کان میں تیل ڈالنے سے اگر وہ حلق تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹے گا ورنہ نہیں۔ اس سے بھی واضح ہے کہ امام مالک کے نزدیک حکمِ شرعی کا مدار تشریحِ عضو پر ہے۔

(دیکھیں عبارات از ۲۶ تا ۳۳)

جب فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس کی تصریح کردی ہے تو اب دیکھا جائیگا کہ تشریح ابدان کے ماہر اطباء کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟ بظاہر قدیم اطباء کا موقف وہی ہے جو مذکورہ بالا فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے (اگرچہ فقہی عبارات میں اطباء کا حوالہ نہیں دیا گیا)۔

اس مقصد کے لئے ہم نے کچھ قدیم طبی کتابوں کی طرف براہِ راست مراجعت کی کوشش کی مگر طبی کتابوں سے ہمیں اس کی وضاحت نہ مل سکی، البتہ "الموجز المحشّی" کے حاشیہ میں درج عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے اطباء کان کا تعلق دماغ سے تسلیم کرتے تھے[1]

(دیکھیں عبارت ۳۴)

مگر اب ایک عرصے سے تمام اطباء اور تشریح ابدان کے تمام ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے اندر سے دماغ تک کوئی راستہ موجود نہیں ہے، اور اس بات پر بھی سارے اطباء اور ماہرین متفق ہیں کہ عام صحت مند آدمی کے کان سے حلق تک بھی کوئی ایسا راستہ کھلا ہوا نہیں ہے کہ جس سے دوا یا پانی حلق میں خود بخود جا سکے، کیونکہ کان کے آخر میں ایک باریک مگر مضبوط پردہ ہے جس نے حلق یا دماغ کی طرف جانے کا

---

[1] مگر اس عبارت میں بھی یہ صراحت نہیں کہ کان کا میل جو وسطِ دماغ سے کان کے اندر پہنچ کر شیئاً فشیئاً جمع ہوتا ہے، (اسکا) کان میں پہنچنا بطریق الترشح ہے یا بطریق المنفذ؟

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر

راستہ مسدود کیا ہوا ہے، اور عام حالات میں کان میں ڈالی جانے والی کوئی بھی دوا یا غذا حلق تک نہیں جاتی، الا یہ کہ کسی کے کان کا پردہ پھٹ جائے یا کان کے پردے میں واضح سوراخ ہو جائے تو ایسی بیماری یا غیر معمولی صورتِ حال میں دوا اندرونی کان سے حلق کی طرف منتقل ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں ۔

ادھر یہ بات بھی بدیہی ہے کہ بیہوشی اور بیماری کی بعض صورتوں میں دوا، اور غذا ناک کے راستہ ٹیوب کے ذریعہ معدے تک پہنچائی جاتی ہے جس کا مشاہدہ ہسپتال وغیرہ میں ہوتا ہے ــــ لیکن کان کے ذریعے غذا یا پانی حلق یا معدے تک پہنچانے کی کوئی صورت آج تک نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی ۔ اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کان سے حلق تک کوئی منفذ موجود نہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ضابط المفطرات کی عبارت، حوالہ ۳۷)

اب جبکہ تمام اطباء اور تشریح ابدان کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے سے دماغ تک اس کے پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے کی صورت میں حلق تک اس کے پہنچنے کا بھی عام حالات میں کوئی راستہ نہیں تو اس کا کسی جوفِ معتبر تک پہنچنا ثابت نہیں ہوتا ۔ اور مذاہبِ اربعہ اس پر بھی متفق ہیں کہ منفذِ معتبرہ سے جوفِ معتبر تک پہنچنے ہی سے روزہ فاسد ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ۔

(دیکھیں عبارت ۳۵ و ۳۶)۔

اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے "مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ" نے درج ذیل امور پر بطورِ خاص غور کیا :۔

۱۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ کی وہ تمام عبارات جو منسلکہ صفحات میں درج کر دی گئی ہیں اور جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی وہ تحقیق جو حضرت موصوف مدظلہم نے اپنی تحقیقی کتاب "ضابط المفطرات" کے ص ۵۸ پر درج فرمائی ہے، اور جس کے ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیئے ۔

(دیکھیں عبارت ۳۷)

۳۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم کا فتویٰ جو بتاریخ ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ کو تحریر کیا گیا ہے۔ اس فتویٰ میں بھی کان میں دوا ڈالنے کو مفسدِ صوم قرار نہیں دیا گیا۔

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد "مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ" اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کان کے اندر پانی، تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، الا یہ کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو اور وہ پانی، تیل یا دوا وغیرہ اس کے حلق تک پہنچ جائے۔

البتہ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قدیم جمہور فقہاء کے قول کے مطابق خود احتیاط کرے اور روزہ کی حالت میں کان کے اندر دوا ڈالنے کے بجائے افطار کے بعد تیل یا دوا وغیرہ ڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بلاشبہ بہتر اور شبہ سے بعید تر ہوگا۔

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

١ــــ في البخاري

وقال أنس: إن لي أبزنا أتقحم فيه وأنا صائم.

٢ــــ وفي فتح الباري تحته ١٥٢/٤

وكان الأبزن كان ملآن ماء، وكان أنس إذا وجد الحر دخل فيه يتبرد به.

٣ــــ وفي عمدة القاري تحته: ١١/ ١٣

مطابقته للترجمة ظاهرة، لأن الدخول في الأبزن فوق الإغتسال،

والأبزن: بفتح الهمزة، وسكون الباء، وفتح الزاي، وفي آخره نون، وهو الحوض...

قوله: (أتقحم فيه) أي أدخل ... قوله: (وأنا صائم) جملة حالية،

وهذا التعليق وصله قاسم بن ثابت في غريب الحديث له من طريق: عيسى بن طهمان، سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه يقول: إن لي أبزن، إذا وجدت الحر تقحمت فيه وأنا صائم.

٤ــــ وفي الدر المختار ٣٩٦/٢

(أو دخل الماء في أذنه وإن كان بفعله) على المختار.

٥ــــ في الشامية تحته:

والحاصل الإتفاق على الفطر بصب الدهن، وعلى عدمه بدخول الماء.

٦ــــ وفي فتاوى قاضي خان مع الهندية ٢٠٩/١

ولو خاض الماء فدخل الماء اذنه لا يفسد صومه.

٧ــــ وفي المغني لابن قدامة ٣٥٦/٤

فأما الخوض في الماء فقال أحمد في الصائم ينغمس في الماء: إذا لم تخف أن يدخل في مسامعه، وكره الحسن والشعبي أن ينغمس في الماء خوفا أن يدخل في مسامعه، فإن دخل في مسامعه فوصل إلى دماغه من الغسل المشروع من غير إسراف ولا قصد، فلا شئ عليه، كما لو دخل إلى حلقه من المضمضة في الوضوء وإن غاص في الماء، أو أسرف، أو كان عابثا فحكمه حكم الداخل إلى الحلق عن المبالغة في المضمضة، والإستنشاق، والزائد على الثلاث، والله أعلم.

٨ــــ وفي الدر المختار ٣٩٦/٢

(أو دخل الماء في أذنه وإن كان بفعله) على المختار ..... (لا يفطر)

وفي الشامية تحته:

قوله: (وإن كان بفعله) اختاره في الهداية والتبيين، وصححه في المحيط، وفي الولوالجية: أنه المختار، وفصل في الخانية بأنه إن دخل لا يفسد، وإن أدخله يفسد في الصحيح، لأنه وصل إلى الجوف بفعله، فلا يعتبر فيه صلاح البدن.

تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر

ومثله في البزازية، واستظهره في الفتح والبرهان، شرنبلالية ملخصًا۔

۹ ــــــ وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱/۵۰۰م

قوله: (على المختار) اختاره في الهداية، وصرح به الولوالجي،

وفي الخانية التفصيل بين الدخول والإدخال، فصحح الفساد في الثاني، ورجحه الكمال،

فتحصل أن في الفساد بإدخال الماء بفعله قولين مصححين، فالأحوط تجنبه نهاره

وما ذاع من تمييل أذنه إلى الماء۔

۱۰ ــــــ وفي البحر الرائق ۲/۲۷۹

وأطلق في الإقطار في الأذن، فشمل الماء والدهن، وهو في

الدهن بلا خلاف، وأما الماء فاختاره في الهداية عدم الإفطار، سواء دخل بنفسه

أو أدخله، وصرح الولوالجي بأنه لا يفسد صومه مطلقا على المختار، وعلله بأنه

لم يوجد الفطر صورة ولا معنى، لأنه مما لا يتعلق به صلاح البدن بوصوله إلى الدماغ،

وجعل السعوط كالإقطار في الأذن، وصححه في المحيط، وفي فتاوى قاضيخان أنه إن

خاض الماء فدخل أذنه لا يفسد، وإن صب الماء في أذنه فالصحيح أنه يفسد،

لأنه وصل إلى الجوف بفعله، ورجحه المحقق في فتح القدير، وبهذا يعلم

حكم الغسل، وهو صائم إذا دخل الماء في أذنه۔ ــه

۱۱ ــــــ وفي بہشتی زیور صـ۲۲۹

اور اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

۱۲ ــــــ وفي المبسوط للسرخسي ۳/۶۷

والإقطار في الأذن كذلك يفسد، لأنه يصل إلى الدماغ، والدماغ

أحد الجوفين۔

۱۳ ــــــ وفي كتاب الأصل للامام محمد رح ۲/۲۱۲

قال أبو حنيفة: السعوط والحقنة في شهر رمضان يوجبان

القضاء، ولا كفارة عليه، وكذلك ما أقطره في أذنه۔

۱۴ ــــــ وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱/۵۳۰م

قوله: (دهنا) إنما ذكر الدهن لأنه لا خلاف في الإفطار به،

۱۵ ــــــ وفي شرح المهذب ۶/۳۱۵

لو أقطر في أذنه ماء، أو دهنا، أو غيرهما فوصل إلى الدماغ فوجهان،

أصحهما يفطر، وبه قطع المصنف والجمهور لما ذكره المصنف۔

۱۶ ــــــ وفي المدونة الكبرى ۱/۲۶۹

قلت: فهل كان مالك يكره أن يصب في أذنيه الدهن في رمضان؟

فقال: إن كان يصل ذلك إلى حلقه فلا يفعل، قال ابن القاسم: وقال مالك: فإن

وصل إلى حلقه فعليه القضاء، قال ابن القاسم: ولا كفارة عليه، وإن لم يصل إلى

حلقه فلا شئ عليه۔

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

۱۷ــــ وفی الکافی ۱/ ۳۵۲

أو أقطر فی اذنه فوصل إلی دماغه، أو داوی مأمومه بما یصل إلیه، فأفطر.

۱۸ــــ وفی المنهاج مع زاد المحتاج ۱/ ۵۱۳

والتقطیر فی باطن الأذن ..... مفطر فی الأصح.

۱۹ــــ وفی الهدایة ۲/ ۲۶۳ (ادارة القرآن)

ومن احتقن، أو استعط، أو أقطر فی اذنه أفطر، لقوله صلی الله علیه وسلم: الفطر مما دخل، ولوجود معنی الفطر، وهو وصول ما فیه صلاح البدن إلی الجوف.

۲۰ــــ وفی المبسوط للسرخسی ۳/ ۶۷

والإقطار فی الأذن کذلك یفسد، لانه یصل إلی الدماغ، والدماغ أحد الجوفین.

۲۱ــــ وفی الکنز مع التبیین ۲/ ۱۸۱ (بیروت)

وإن احتقن، أو استعط، أو أقطر فی أذنه، أو داوی جائفة أو آمة بدواء، ووصل إلی جوفه أو دماغه أفطر.

۲۲ــــ وفی التهذیب ۳/ ۱۶۱

خرج من هذا: إذا أکل شیئا متعمدا ..... أو قطر شیئا فی أنفه أو أذنه حتی وصل إلی الدماغ .... فسد صومه.

۲۳ــــ وفی کشاف القناع ۲/ ۳۷۱

(أو أقطر فی أذنه ما یصل إلی دماغه) لأن الدماغ احد الجوفین، فالواصل الیه یغذیه، فأفسد الصوم.

۲۴ــــ وفی البدائع ۲/ ۹۳

وما وصل الی الجوف أو إلی الدماغ من المخارق الاصلیة کالأنف، والأذن، والدبر بأن استعط، أو احتقن، أو أقطر فی أذنه، فوصل إلی الجوف أو إلی الدماغ فسد صومه، أما إذا وصل إلی الجوف فلا شك فیه، لوجود الأکل من حیث الصورة، وکذا إذا وصل إلی الدماغ، لأن له منفذا إلی الجوف، فکان بمنزلة زاویة من زوایا الجوف.

۲۵ــــ وفی البحر ۲/ ۲۷۸

وقوله: "إلی جوفه" عائد إلی الجائفة، وقوله: "إلی دماغه" عائد إلی الآمة، وفی التحقیق أن بین الجوفین منفذا أصلیا، فما وصل إلی جوف الرأس یصل إلی جوف البطن، کذا فی النهایة والبدائع.

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

۲۶ ـــــــ وفی الهداية ۱/۲۲۰ ـــــــ

ولو أقطر في إحليله لم يفطر عند أبي حنيفة رحمه الله، وقال أبو يوسف: يفطره، وقول محمد مضطرب فيه، فكأنه وقع عند أبي يوسف أن بينه وبين الجوف منفذا، ولهذا يخرج منه البول، ووقع عند أبي حنيفة أن المثانة بينهما حائل، والبول يترشح منه، وهذا ليس من باب الفقه.

۲۷ ـــــــ وفي البناية تحت قول الهداية ۱/۱۳۲

قوله: (وهذا ليس من باب الفقه) يعني ليس هذا الخلاف لهذه الصورة متعلقا بباب الفقه، بل هو متعلق باصطلاح أهل تشريح الأبدان من الحكماء، ولذلك توقف محمد، لأنه أشكل عليه أمره، فاضطرب قوله فيه۔

۲۸ ـــــــ وفي فتح القدير ۲/۲۶۸

يفيد أنه لا خلاف لو اتفقوا على تشريح هذا العضو، فإن قول أبي يوسف بالإفساد إنما هو بناء على قيام المنفذ بين المثانة والجوف، فيصل إلى الجوف ما يقطر فيها - وقوله: "بعدمه" بناء على عدم الوصول يترشح من الجوف إلى المثانة، فيجتمع فيها، أو الخلاف مبني على أن هناك منفذا مستقيما أو شبه الحاء، فيتصور الخروج ولا يتصور الدخول لعدم الدافع الموجب له، بخلاف الخروج، وهذا إتفاق منهم على إناطة الفساد بالوصول إلى الجوف، ويفيد أنه إذا علم أنه لم يصل بعد، بل هو في قصبة الذكر لا يفسد، وبه صرح غير واحد۔

۲۹ ـــــــ وفي التبيين ۲/۱۸۳

قال رحمه الله: (وإن أقطر في إحليله لا) أي لا يفطره سواء أقطر فيه الماء أو الدهن، وهذا عند أبي حنيفة، وقال أبو يوسف: يفطره، وهو رواية عن أبي حنيفة، ومحمد توقف فيه، وقيل: هو مع أبي يوسف، والأظهر أنه مع أبي حنيفة، وهذا الاختلاف مبني على أنه هل بين المثانة والجوف منفذ أم لا؟ وهو ليس باختلاف على التحقيق، والأظهر أنه لا منفذ له، وإنما يجتمع البول فيها بالترشح، كذا يقول الأطباء۔

۳۰ ـــــــ وفي شرح المهذب ۶/۳۱۵

لو أقطر في أذنه ماء، أو دهنا أو غيرهما فوصل إلى الدماغ فوجهان، أصحهما: يفطر، وبه قطع المصنف والجمهور لما ذكره المصنف، والثاني: لا يفطر، قاله أبو علي السنجي - بالسين المهملة المكسورة وبالجيم - والقاضي حسين، والفوراني، وصححه الغزالي كالاكتحال، وادعوا أنه لا منفذ من الأذن إلى الدماغ، وإنما يصله بالمسام كالكحل، وكما لو دهن بطنه، فإن المسام يتشرب به، ولا يفطر۔

۳۱ ـــــــ وفي شرح الزرقاني ۲/۲۱۲

- (ف) لا اقتضاء في (حقنة إحليل) ولو بمائع، وهو بكسر الهمزة

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

ثقب الذكر، وأما فرج المرأة فيجب عليها القضاء بحقنتها منه إن وصل للمعدة، (ودهن جائفة) لأنه لايدخل مدخل الطعام والشراب، ولو وصل اليه مات من ساعته، قاله ابن يونس۔

٣٢ ــــــ وفي حاشية البناني (٢/٢١٢) تحت قول المختصر: "وحقنة في احليل":

قوله: (وأما فرج المرأة الخ) اعترضه أبو علي بأن فرج المرأة ليس متصلا بالجوف، فلايصل منه شئ اليه۔

٣٣ ــــــ وفي المدونة ١/١٩٨

قلت: أرأيت من كانت به جائفة، فدواها بدواء مائع أو غير مائع، ماقول مالك في ذلك؟ قال: لم أسمع من مالك فيه شيئاً، قال: ولا أرى عليه قضاء ولا كفارة، لأن ذلك لايصل الى مدخل الطعام والشراب ولو وصل ذلك إلى مدخل الطعام والطعام لمات من ساعته۔

٣٤ ــــــ وفي هامش "الموجز المحشى" ص٢٤٢

قوله: (من وسخ) وهو عبارة عن فضلات غليظة يدفعها الطبيعة من وسط الدماغ إلى تجويف الأذن، ويجتمع فيها شيئاً فشيئاً ليقتل بمرارتها مايدخل في الأذن من الهوام، وليلتزق بها الأجسام الغريبة المختلطة بالهواء النافذ في الصماخ، فيتصفى الهواء، فاذا كثر الوسخ وجف، وتصلب بحرارة الهواء وبطول اللبث سد المجرى ومنع الهواء الحامل للصوت عن الوصول إلى عصب السمع ١٢

٣٥ ــــــ وفي ضابط المفطرات في مجال التداوي ص٥

الأصل الأول: إتفقت المذاهب الأربعة على أن الفطر إنما يحصل إذا وصل الشئ المفطر إلى الجوف المعتبر من المنفذ المعتبر، ولا فطر إذا لم يصل إليه، ولا إذا وصل إليه من منفذ غير معتبر۔

٣٦ ــــــ وفيه ايضا ص١٢:

ثم الذي يتحصل من كلام الفقهاء والجزئيات المذكورة في كتبهم أنهم متفقون على أن "فطر الصوم مما يصل إلى الجوف" لايحصل إلا باجتماع خمسة امور:

الأول: "الجوف المعتبر" فلا يحصل الفطر بما وصل إلى داخل الجسم في غير الجوف المعتبر۔

والثاني: "المنفذ المعتبر" فلا يحصل الفطر بما وصل إلى الجوف المعتبر من منفذ غير معتبر۔

والثالث: "الواصل المعتبر" فلا فطر إذا كان الواصل اليه غير معتبر، أي: شيئاً غير مفطر، كما يأتي بيانه في موضعه إن شاء الله تعالى۔

والرابع: "الوصول المعتبر" فلا فطر إذا كان الوصول اليه غير معتبر أي: غير جامع لشروط الوصول التي يأتي بيانها في موضعها إن شاء الله تعالى۔

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

والخامس: "ارتفاع الموانع المعتبرة" فلا فطر مع وجود مانع من الموانع المعتبرة من الفطر.

٣٧ ——— وفيه أيضا ص٥٩:

وأما الأذن فلأن الدواء أو الماء أو الدهن ونحوها لا تصل بالإقطار فيها إلى الحلق إذا كانت طبلة الأذن سليمة غير مخزومة، لأن فتحة الأذن ليست بنافذة إلى الحلق، لا مباشرة ولا بواسطة قناة أو جوف آخر، إلا إذا كانت الطبلة مخزومة.

وإيضاحه أن الأذان ثلاثة أقسام: (١) الأذن الخارجية (٢) والأذن الوسطى (٣) والأذن الداخلية مع الطبلة حاجزة بين الأذن الخارجية والوسطى، وهي (أي: الطبلة) غشاء مثل الجلد تماما في تركيبها وما يقطر في الأذن الخارجية لا يصل إلى الأذن الوسطى إلا بالتشرب المسام إذا كانت الطبلة سليمة غير مخزومة، فلا يصل إلى الحلق.

وأما إذا كانت الطبلة مخزومة فإن السوائل قد يصل منها شيء يسير إلى الأذن الوسطى، ومنها عبر القناة السمعية البلعومية (قناة استاكيوس) إلى البلعوم الأنفي، ومنه إلى الحلق، كما فصله الدكتور محمد علي البار في بحثه ص ١٣، ١٢، ٢٠٢. فحينئذ يكون ذلك سببا للإفطار وإفساد الصوم.

وأما الإحليل، فقد قدمنا وجهه في بحث "الجوف المعتبر"

وحاصله: أن ما يقطر في الإحليل لا يصل إلى المثانة، وهي جوف غير معتبر عند الحنفية، ولهذا لم يعتبر الإحليل أبو حنيفة وموافقوه.

یہ تحریر "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ" کے اجلاس منعقدہ ۲۰ شعبان ۱۴۲۲ھ بروز بدھ پیش کی گئی / سنائی گئی، اور ترمیم واضافہ کے بعد اس کو آخری شکل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل تمام شرکاء نے اس کی تصدیق کی اور اپنے تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔
واللہ سبحانہ اعلم

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم
نعم كما قال الله ...
۱۴۲۲/۸/۲۰

۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
الجواب صحیح